

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تصریحات

پندرہ ستمبر سو مائرجنوبی کوریا کے سرحدی علاقے اور اس ٹریڈنل کو دیکھنے کے لیے مخصوص تھا جو شمالی اور جنوبی کوریا کی جنگ کے دوران کھولا گیا تھا۔ دس بجے لوگ روانہ ہونے لگے لیکن میں نے وہاں جانے کی بجائے سیول میں گھومنے اور کورین معاشرت کا مطالعہ کرنے کو ترجیح دی۔

رابطہ عالم اسلامی کی ایٹاتی شاخ کے سیکرٹری جنرل، اور اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق سربراہ جسٹس محمد افضل چیمہ صاحب جو رابطہ کی نمائندگی کر رہے تھے انہی خیالات کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہم مقررہ پروگرام سے ہٹ کر سیول دیکھنے کے لیے چل نکلے۔ شمالی کوریا سے تعلقات کی بنا پر جنوبی کوریا سے ہمارے باقاعدہ سفارتی تعلقات تو نہیں ہیں البتہ تجارتی معاملات کی نگرانی کے لیے حال ہی میں وہاں تو تفصل جنرل کا تقرر کیا گیا ہے اور تو تفصل خانہ کے لیے عمارت بھی کرایہ پر لے لی گئی ہے۔ بشیر احمد بھٹی جولاہو سے تعلق رکھتے ہیں بطور تو تفصل وہاں موجود ہیں اس دن کے لیے انھوں نے اپنی گاڑی بھیج دی اور ہم نے دوپہر کا کھانا اور نماز ظہر بھی وہیں ادا کی۔ ظہر کے بعد سیول سٹی سنٹر کی طرف نکل گئے، میں حسب معمول سلوار قمیض اور سر پر جناح کیپ پہنے ہوئے تھا چنانچہ جب ہم ایک خریدار کی مرکز پہنچے تو وہیں دیکھنے کے لیے لوگوں کے ہٹ لگ گئے کہ وہاں سے پیشتر شائد کسی پاکستانی کو انھوں نے پاکستانی لباس میں نہیں دیکھا تھا اور ساتھ ہی بھی کہ کورین مسلم فیدریشن کے اجتماعات کی تصویریں اور ٹیلیویشن رپورٹوں میں انھوں نے ہم کو دیکھا تھا اس لیے ہم جس دکان پر بھی گئے انھوں نے اسلام، پاکستان کا نام لیا گویا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ اسلام اور پاکستان کی نمائندگی کرنے گوریا میں آئے ہیں اور مجھے اسلام اور پاکستان کی یہ آمیزش کتنی ہی بھلی لگی۔ چیمہ صاحب مسکرا کر کہنے لگے تم تو اپنے لباس کی بنا پر چلتے پھرتے اسلام اور پاکستان کی تبلیغ و اشاعت کا اشتہار بن گئے ہو۔

سانفرہی ساتھ لوگ ٹوٹی پھوٹی اور ملی جلی انگریزی میں اسلام اور پاکستان کے بارہ میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے اور سیول کی مسجد کے متعلق اپنی باخبری اور کورین مسلم فیڈریشن کے متعلق اپنی آگہی کا ذکر کرتے۔ چونکہ کوریائیں تعلیم عام سے شاید، ۹ فی صد لوگ پڑھے لکھے ہیں اور ہر آدمی اخبار پڑھتا، ریڈیو سنتا اور ٹیلی ویژن دیکھتا ہے اس لیے ملک میں ہونے والے تمام واقعات اور اجتماعات پر ان کی نظر رہتی ہے۔

سیول کے بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں اس بات کا بھی اندازہ ہوا کہ مجموعی طور پر کوریائیں لوگ بہت دھیمے اور گھنٹے مزاج کے ہیں۔ گفتگو میں نہ کوئی تیزی ہے اور دکانداروں میں نہ روایتی چڑچڑاپن، ہنس مکھ، متواضع اور محنت کش۔ شاید یہی سبب ہے کہ اس وقت مشرق وسطیٰ میں سب سے زیادہ مانگ کورین مزدوروں کی ہے، اس وقت سعودی عرب میں ان کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اسی طرح خلیج کے دوسرے ممالک بھی ان کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ ہماری دیاں موبو دگی میں ہی قطر کے وزیر محنت کورین مزدوروں کی ایک بڑی کھیپ اپنے ملک کے لیے لینے دیاں آئے ہوئے تھے۔ کویت اور یسایا وغیرہ بھی اس قسم کے معاہدے کر چکے ہیں۔ بہر حال قطر تک ہم سیول کے بازاروں میں گھومنے گئے جن میں سے بیشتر بازار زیر زمین تھے۔ اس اثنا میں جب کہ ایک بڑے اسٹور سے نکل اپنی گاڑی کی طرف چڑھ رہے تھے اچانک زور زور سے خطرے کے سائرن بجنے لگے، آن و اعد میں بازار خالی ہو گئے۔ گاڑیاں جہاں تھیں وہیں رک گئیں۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گئی اور لوگ چند لمحات میں زیر زمین پناہ گاہوں میں یا بڑی بڑی عمارتوں میں چلے گئے۔ ہم بھی حیران و ششدر ایک بڑے اسٹور میں گھس گئے۔ یا الہی! یہ ماجر اکیسا ہے؟ نہ جنگ کی کوئی خبر نہ افواہ نہ کوئی اور معاملہ یہ کیا کہ خطرہ کہاں سے آن چکا۔ آدھ گھنٹہ بعد جب دوسرے سائرن بجے اور لوگ باہر نکلے تو اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ہم نے ڈرائیور سے پوچھا تو اس نے ہمیں اور سیرت زدہ کر دیا کہ خطرہ وغیرہ تو کچھ نہ تھا مگر شمالی کوریائیں سے تعلقات کی خرابی کی بنا پر اس طرح بچاؤ کی شقیں برسرِ ہارس سے جاری ہیں اور لوگ اسی طرح پوری پابندی سے ان پر عمل کرتے ہیں جس طرح عین جنگ کے ایام میں کیا جاتا ہے اور میں پھر اپنے ملک اور اس کو درپیش حالات و خطرات اور اس پر چھائی ہوئی گھنٹاؤں میں بھٹکنے لگا کہ کہاں ہم جنھیں ان کے دین اور دین کے لالچے والے نے ہم پر www.rasailojaraid.com پر جیسی اور بے اعتنائی اور

کہا ہی یہ اسلام سے نا آشنا اور بے خبر قوم اور دشمن اور اس کے سسلط کیے ہوئے خطرات سے بچنے کے لیے ہر دم تیار، ہر گھڑی ہوشیار قوم! نماز عصر ہم نے جامع مسجد سیول میں ادا کی۔ دیر تک وہاں بیٹھے کلام پاک کی تلاوت کرتے رہے آخر شش نماز مغرب ادا کر کے وہاں سے نکلے۔ راستہ میں امریکن قوم کے سپوتوں کی مستیوں اور خرمستیوں کے دل دورا اور جگر سوز اور شرمناک مناظر بھی دیکھنے میں آئے کہ امریکی فوجی اڈہ ہونے کی بنا پر سیول کی معاشرت کس تنہا ہی اور برباد ہی کا شکار ہوئی ہے کہ یہ بد بخت قوم جہاں بھی جاتی ہے وہاں اپنے اثرات بھی مرتب کیے بغیر نہیں رہتی چاہے وہ بنگال ہو چاہے نیل چاہے سیول۔ شاید ایسی ہی قوموں کے متعلق رب نے کہا تھا۔

اذا دخلوا قرية اسعدوا وجعلوا عزة اهلها ذلة و
كذلك يفعلون۔

جب وہ کسی بستی میں جاتے ہیں تو اسے فساد کا گوارہ بنا دیتے ہیں اور اس کے معزز باسیوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور ان کی یہی روش چلی آ رہی ہے۔

حیات ہوٹل میں ہی آج کی شب وزیر ثقافت و اطلاعات کی طرف سے مسلم وفد کے اعزاز میں عشاء تہنیتی دیا گیا تھا، اس عشاء میں شرکت کے بعد یہ احساس اور بخت ہوا کہ رب کی کریم اور رحیمی سے جو مذہب کی محبت اور تعلیمات دینی کا احترام پاکستانی قوم کے حصہ میں آیا ہے وہ کسی دوسرے کے حصہ میں کم ہی آیا ہوگا۔

اس رات مختلف وفد درخت سفر پانڈھنے لگے۔ میرا ارادہ بھی اسی رات کوچ کا تھا لیکن مجھے یہ بہ کر روک دیا گیا کہ صبح ۱۶ ستمبر کو ریا کے صدر رچیف مارشل لاڈ ایڈمنسٹریٹر سے مختلف ملکوں کے جن افراد کی ملاقات ہے ان میں آپ کا نام بھی ہے۔

صبح نماز ادا نا شستہ سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ کورین احباب آگئے اور ان سے مختلف موضوعات اور خصوصاً کوریائیں اسلام کے مستقبل اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت پر گفتگو ہوتی رہی۔ مقامی وقت کے مطابق تقریباً دس بجے صبح پروٹوکول آفیسر ہوٹل کے لاؤنج میں پہنچ گئے اور ہمیں روانگی کے لیے کہا گیا۔ اس سے پیشتر ایک ایک شخص کی شناخت کی گئی اور مجھے حیرت ہوئی کہ نو کے نو افراد جو صدر کوریائے ملاقات کے لیے جا رہے تھے ان سب کی تصاویر وغیرہ ان کے پاس موجود تھیں جبکہ نہ مجھ سے اور نہ ہی کسی دوسرے

نمائندہ دند سے باضابطہ فٹو مانگی گئی تھی۔ اسی طرح کڑی جانچ پڑتال پر بھی بہت حیرت ہوتی جو کئی مرحلوں پر مشتمل تھی۔

ان تمام مراحل سے گزرتے ہوئے صدر کے ملاقاتی مکہ میں پہنچے وہاں وزیر ثقافت و اطلاعات کے علاوہ کچھ دیگر جرنیل اور حکومتی افسران بھی موجود تھے۔ صدر اور چیف مارشل لاڈ ایڈمنسٹریٹر نے جہاں دیگر بہت سے امور پر گفتگو کی وہاں اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ پاکستان ہمارے ساتھ باقاعدہ سفارتی تعلقات استوار کرے کہ ہم مشترک دشمن کیونرم سے برسرِ پیکار ہیں نیز روحانی اور اخلاقی اقدار پر یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے ملک میں اسلامی نظریہ حیات کے مبلغین اور داعیوں کی جو صد افزائی کر رہے ہیں اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں مدد دے رہے ہیں اور پاکستان کو ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہونے کے ناطے دوسروں کے مقابلے میں ہمارے ساتھ اپنے تعلقات کی استواری کو ترجیح دینا چاہیے۔

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ملاقات کا وقت ختم ہو گیا اور ہمیں وہاں سے سیدھا سیول بلدیہ کے دفتر لے جایا گیا وہاں سیول کے میئر اپنے دیگر رفقاء اور معززین کے ہمراہ دند کے استقبال کے لیے موجود تھے وہیں یہ ہمیں سیول کی چابی اور اعزازی شہریت دی گئی۔ وہاں سے سب احباب اپنے اپنے پروگراموں پر چلے گئے۔ کچھ سیدھے ہوائی اڈہ چلے گئے۔ ہمارا سفر دوسرے دن تھا، دن پھر سیول میں گھوما گئے۔ دوسرے دن صبح کو رین ایر لائن پر سوار ہو کر ٹوکیو کے لیے چل نکلے۔